

اندر جاننا منع ہے

www.KitaboSunnat.com



سایر ڈرافٹ



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عطا اس کی قلم نام خدا سے میں چلاتا ہوں
نیا مفہوم ملتا ہے میں آگے لکھتا جاتا ہوں

اللہ بزرگ و برتر کا احسان عظیم ہے کہ اس نے مجھے یہ ننھی منی تحریریں لکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور پھر ان میں اتنا اثر اور برکت دی کہ اب تک تقریباً ایک کروڑ افراد ان کا مطالعہ فرما چکے ہیں، مختلف زبانوں میں تراجم ہوئے، ہزاروں خطوط موصول ہوئے، لاکھوں بہن بھائیوں نے فون پر رابطہ کیا، ہزاروں خود شریف لائے اور بتایا کہ کس طرح اللہ کی توفیق سے ان تحریروں نے انکی زندگی کا رخ بدلا۔
گوجرانوالہ: ”نماز جمعہ کے بعد مسجد کے باہر ایک صاحب ”ننھا مبلغ“ تقسیم کر رہے تھے۔ میں بھی لیکر گھر پہنچا۔ چھوٹی بیٹی نے پڑھنا شروع کیا تو سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اُسی وقت سب نے فیصلہ کیا کہ آئندہ اس گھر میں کبھی ٹی وی نہیں چلے گا۔“

لاہور: ”بہشت سے ایک دن پہلے 40 ہزار روپے کی ڈور اور پتنگیں خرید کر لایا تو ایک دوست نے ”واہ رے مسلمان“ پکڑاتے ہوئے بڑے پیار سے کہا ”بھائی! مہربانی فرما کر آج رات اسے پڑھ کر سونا“۔ پڑھتے ہی میرے تو تن بدن میں آگ سی لگ گئی، میں اُسی وقت ڈور اور پتنگیں واپس کرنے چلا گیا۔ دوکاندار کہنے لگا اب آدھی قیمت پر واپس لوں گا۔ میں نے اس سے 20 ہزار روپے لئے اور قریبی مسجد میں جمع کروادینے۔“

سیالکوٹ: ”صبح اٹھا تو حیران رہ گیا کہ بچوں نے ڈور اور پتنگوں کو صحن میں آگ لگائی ہوئی تھی۔ بیوی نے بتایا کہ رات کو ”واہ رے مسلمان“ پڑھ رہے تھے۔ میں نے اُسی وقت فیصلہ کیا کہ ایسی پر اثر تحریر ہر گھر میں ہونی چاہیے۔ آپ مجھے 20 ہزار کتابچے ابھی بھیج دیں۔“

فیصل آباد: ”سلیم بھائی! تمام کتابچوں کے 500 سیٹ ابھی بھیج دیں۔ کل ایک دوست کی شادی ہے۔ میری خواہش ہے کہ میرج ہال کے گیٹ پر ہر مہمان کو ایک ایک سیٹ لفافے میں پیک کر کے تحفہ دوں۔“

بہاولپور: ”بھائی! اتنا لمبا سفر کر کے صرف آپ کو مبارک باد دینے آیا ہوں یقیناً آپ سن کر خوش ہوں گے کہ پچاس سال تک داڑھی موٹا تار ہاگر ”شیطان سے انٹرویو“ پڑھنے کے بعد اب اللہ کے فضل سے داڑھی رکھ لی ہے۔“

لیہ: ”بھائی جان! اللہ کی توفیق سے آپ کی تحریر ”اندر جانا منع ہے“ نے میری اور میری کزن کی زندگی بدل کر رکھ دی۔ الحمد للہ! اب ہم دونوں پردے کا بہت خیال رکھتی ہیں اور ہر نماز کے بعد آپ کے لئے دعا کرتی ہیں۔“

کویت: ”ایک دوست کو کتنا بچے دیئے تو مسکرا کر کہنے لگا! ”یہ تو میں دوران قید سنٹرل جیل کویت میں پڑھ چکا ہوں جہاں یہ قیدیوں کیلئے عربی اور انگریزی تراجم میں بھی موجود تھے“

سعودی عرب: ”نہا سبلغ“ پڑھتے ہی ارادہ کیا کہ پاکستان جاتے ہی آپ سے ملاقات کروں گا۔ آپ سن کر حیران ہوں گے کہ اب تک تقریباً ایک لاکھ فوٹو کاپیاں جدہ شہر کے ایک ایک دفتر، دکان اور گھر میں تقسیم کر چکا ہوں۔“

ہندوستان: ”سلیم بھائی! دو ہزار کتا بچے بذریعہ ڈاک اتر پردیش بھیج دیں۔ 23 تاریخ کو ایک شادی میں تقسیم کرنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔“ (آمین)

امریکہ: ”بھائی جان! دس ہزار روپے بھیج رہی ہوں۔ آپ یہ کتا بچے کسی مناسب جگہ تقسیم فرمادیں تاکہ لوگوں کی اصلاح ہو اور یہ کام میرے لئے صدقہ جاریہ بنے۔“ (آمین)

اللہ تعالیٰ اُن تمام بہن بھائیوں کے مال، جان اور اولاد میں برکت دے جنہوں نے ان تحریروں کی تقسیم میں خصوصی دلچسپی لی۔ اللہ تعالیٰ میری والدہ محترمہ کی عمر میں خیر و برکت عطا فرمائے اور میرے والد گرامی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے جو 14 مئی 2005ء کی صبح لیاقت باغ کو جرانوالہ سے سیر کر کے گھر تشریف لا رہے تھے کہ اچانک چاند گاڑی لگنے سے اللہ کو پیار ہو گئے۔

(بِسْمِ اللّٰهِ وَالْاَلٰہِ وَالْاِحْسٰنِ)

محتاج دعا و اصلاح

سلیم رؤف

0300-6404457

0321-6404457

اندر جانا منع ہے

”ہنی! تم جیسی لڑکی اور ایسی رگری ہوئی حرکت.....؟ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ میں تو تمہیں ایک پڑھی لکھی اور باشعور لڑکی سمجھتی تھی مگر تم نے تو اپنے ماں باپ کی عزت خاک میں ملا کر رکھ دی..... سارے محلے میں صرف اور صرف تمہارے ہی تذکرے ہو رہے ہیں کہ دیکھو فلاں کی بیٹی نے کیا گل کھلایا ہے اور رہی سہی کسر اخبار والوں نے نکال دی..... جنہوں نے اس واقعہ کو اتنا اچھا لاکہ ہر کوئی کانوں کو ہاتھ لگا رہا ہے۔ کیسا پردہ پڑا تمہاری عقل پر.....؟ مگر تمہارا بگڑا ہوا چہرہ اور زرد رنگ دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ تم خاصی پریشان ہو اور شرمسار بھی۔“

”مریم بہن! (بھڑائی ہوئی آواز کے ساتھ) ٹھیک کہتی ہو تم، اللہ کی قسم! بہت بے چین ہو کر تمہارے پاس آئی ہوں اور اپنے کئے پر سخت نادم ہوں۔ گھر بیٹھے بار بار ایک ہی خیال ستا رہا کہ کسی طرح اپنے آپ کو ختم کر ڈالوں اور دکھوں کے اس گھر سے چھٹکارا حاصل کر لوں۔ مگر اچانک خیال آیا کہ ایک دفعہ تم سے مل لوں..... شاید دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جائے مگر..... تم نے بھی وہی سلوک کیا جو لوگ کر رہے ہیں۔ کاش! کوئی پوچھے تو میں بتاؤں کہ اس سارے معاملہ میں قصور کس کا ہے.....؟

مریم بہن! تمہیں تو معلوم ہے کہ ٹیوشن کے لیے ہم دونوں نے مل کر پروگرام بنایا تھا کہ اپنی مسجد کے امام صاحب کی بیٹی ”باجی ایمین“ سے پڑھا کریں گی، جو ماشاء اللہ ایم۔ اے انگلش اور بہت ہی نیک سیرت اور باپردہ خاتون ہے۔ جب میں نے ماما سے بات کی..... وہ تو غصہ سے لال پیلی ہو گئیں اور بڑے کرخت لہجے میں بولیں! ”وہ ملاں کی بیٹی..... جو اتنا بڑا ”تنبو“ پہنے..... ڈاکوؤں کی طرح منہ چھپائے..... کالج جایا کرتی تھی..... وہ ”بی ملائی“ کیا پڑھائے گی.....؟ تم نے انگلش پڑھنی ہے، نورانی قاعدہ نہیں پڑھنا..... خبردار! جو مجھ سے پوچھے بغیر کوئی پروگرام بنایا۔ ابھی اُس دن پڑوسن بتا رہی تھی کہ اس کی بیٹی کو ایک بی۔ اے پاس لڑکا پڑھانے آتا ہے..... ماشاء اللہ بہت ہی خوبصورت اور لائق لڑکا ہے۔ کہہ رہی تھی کہ پورے پندرہ سو روپے ٹیوشن فیس دیتی ہوں۔ میں نے کہا تم ٹھہری ایک دوکاندار کی بیوی..... میرے میاں تو اتنے بڑے افسر ہیں..... میں تو دونوٹ دوں گی وہ بھی پانچ پانچ ہزار کے..... ابھی اُسے پیغام بھیجتی ہوں کہ اُس لڑکے کو فوری طور میرے پاس بھیجے۔“

مریم بہن! تم تو جانتی ہو کہ ہم سب بہن بھائیوں کے کمرے الگ الگ ہیں۔ ہر کوئی اپنے ٹی وی سیٹ پر کیبل کے من پسند اور رنگارنگ پروگراموں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ کون کیا دیکھتا ہے..... کتنے بچے سوتا ہے..... کسی کو کچھ خبر نہیں ہوتی..... افسوس..... ایک ہی چھت کے نیچے رہنے والے ایک دوسرے سے اتنے بے خبر..... ہر کوئی اپنی ہی دُھن میں مست..... حتیٰ کہ ماما اور پاپا نے بھی کبھی کسی بات کا نوٹس نہیں لیا۔ البتہ جب کبھی بات ہوتی تو ہنس کر ٹال دیتے کہ ماں باپ کو اتنا بھی تنگ نظر اور وہمی نہیں ہونا چاہیے کہ ہر وقت اولاد کے سر پر سوار رہیں..... یہی تو موج میلے کے دن ہیں۔

میرا کمرہ چونکہ مین گیٹ کے قریب ہے اور ہمارے ہاں دروازہ کھٹکھٹانے یا اجازت لینے کا سرے سے کوئی تصور ہی نہیں۔ اس لیے مجھے خاصی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا، بلکہ بعض اوقات میں بیڈ پر لیٹی ہوتی تو پاپا اور بھائیوں کے دوست سیدھا

میرے کمرے میں آ جاتے۔ اس لیے کہ سبھی کو ایک ہی جواب ملتا ”بھائی تم کوئی غیر ہو، آ جاؤ تمہارا اپنا ہی گھر ہے“۔ مریم بہن! میں جب بھی تمہارے گھر آتی تو حیران ہوتی تھی کہ تمہارے والد صاحب اور بھائی دروازہ کھلا ہونے کے باوجود گھنٹی بجا کر اندر آتے ہیں۔ ایک دن میں نے گھر آ کر اس بات کا تذکرہ کیا تو ماما اور پاپا نے تمہارا خوب مذاق اڑایا۔

ٹیوشن شروع کی تو ماما اس لڑکے کو میرے کمرے تک چھوڑنے آئیں اور اسے اندر بھیج کر دروازہ بند کر دیا۔ جب بھی کوئی دروازے کو ہاتھ لگاتا..... ماما چیخ کر کہتیں..... اندھے ہو..... دیکھتے نہیں دروازہ بند ہے۔ ہنی کے ٹیوٹر اسے پڑھا رہے ہیں..... کیوں بار بار ڈسٹرب کرتے ہو.....؟ آخر تک آ کر ماما نے دروازے پر یہ عبارت چسپاں کر دی

”اندر جانا منع ہے“

ایک دن چھوٹے بھائی نے جو کبھی کبھی جمعہ پڑھنے جاتا ہے..... بڑے سہمے ہوئے انداز میں کہا ”ماما! ہنی سے کہیں کہ پڑھتے وقت کم از کم دروازہ تو کھلا رکھا کریں“۔ یہ بات سننے کی دیر تھی، ماما تو آگ بگولا ہو گئیں اور چھوٹے بھائی پر برس پڑیں..... شبکی..... ایک تو تم بڑے منہ پھٹتے جا رہے ہو..... خبردار جو میری فرشتہ سیرت بیٹی پر شک کیا..... شرم نہیں آتی تمہیں بڑی بہن پر بہتان لگاتے ہوئے..... پھر وہ لڑکا..... وہ تو بڑا شرمیلا اور پگیا نمازی ہے..... کان کھول کر سن لو..... آئندہ میرے سامنے مفتی بننے کی کوشش کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔“

ٹیوشن کا دورانیہ بڑھتے بڑھتے تین گھنٹے تک چلا گیا۔ اکثر سارا وقت فلم دیکھنے میں گذر جاتا۔ جب ہم فلم دیکھ کر باہر نکلتے تو ماما میرے چہرے کی طرف دیکھ کر کہتیں..... ”مجھے تو ترس آتا ہے اپنی اس پھول سی ننھی منی جان پر..... بیٹا جی! اتنی بھی پڑھائی اچھی نہیں ہوتی کہ بندہ کتابوں کا کیڑا ہی بن جائے..... کبھی کبھار کتابوں سے ہٹ کر اپنے ٹیوٹر سے گپ شپ بھی لگا لیا کرو..... ذرا طبیعت فریش ہو

جاتی ہے۔“

ہم دیر تک ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے قسمت کا حال معلوم کرتے، تصویروں قیمتی خوشبوؤں، رومانک قسم کے ڈائلاگ اور شعروں کا تبادلہ..... ہر روز کا معمول تھا۔ ہمارا وہ ملازم جسے پاپا نے بڑی سفارش سے دوسرے شہر سے منگوایا تھا اور جو بہت ہی چٹ پٹی اور لذیذ ڈشیں تیار کرنے میں ماہر تھا۔ جب کوئی ڈش اندر لاتا تو میں بڑے فخر سے کہتی، یہ میں نے تمہارے لیے بڑی محنت اور چاہت سے تیار کی ہے۔ وہ بھی انگلیاں چاٹتے ہوئے بڑی حیرانی سے کہتا ”ہنی! مجھے تو یقین نہیں آتا کہ تم ایسے مزیدار کھانے تیار کر سکتی ہو.....“ قسم سے اتنا اچھا کھانا تو میری امی بھی نہیں پکا تیں۔“

اکثر کتابیں کھلی پڑی ہوتیں اور ہم دیر تک ایک دوسرے کو کھٹکی باندھے سکتے رہتے اور اتنے گم ہوتے کہ وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوتا۔ اس کے جانے کے بعد وہ رومانک ڈائلاگ اور اشعار دیر تک میرے کانوں سے ٹکراتے رہتے اور میں اکیلی بیٹھی پاگلوں کی طرح مسکراتی رہتی۔

پہلے پہل تو وہ سادہ سی شلوار قمیص پہن کر آتا رہا مگر کچھ دنوں بعد جین کی پتلون کے ساتھ روزانہ نئی شرٹ اور ہر روز کلین شیو بنا کر آنا معمول بن گیا۔ شرٹ کا رنگ اکثر میرے سوٹ جیسا ہوتا جو ہم پہلے سے طے کر لیتے۔

چند دنوں بعد یہ تین گھنٹے کا دورانیہ بھی کم لگنے لگا..... اور مزید تسکین کے لیے ہم نے فون پر گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیا جو رات گئے تک جاری رہتا۔ ہمیں ایک دوسرے کے فون کا بڑی شدت سے انتظار رہتا۔ شروع شروع میں جب صحن والے ٹیلیفون سیٹ کی گھنٹی بجتی تو میں اور میرا بھائی دیوانہ وار فون کی طرف دوڑتے اور باقاعدہ چھینا جھپٹی ہوتی۔ بھائی کی صورت حال بھی مجھ سے مختلف نہ تھی۔ اسے بھی اپنی ایک کلاس فیلو کے فون کا شدت سے انتظار رہتا۔ اگر کوئی مہمان پاس بیٹھا ہوتا تو ماما بڑے فخر سے کہتیں دیکھ لو میرے بچے اپنے دوستوں میں کتنے پاپولر ہیں۔ جب کہ ہم دونوں فون پر بات کرنے میں اتنی مہارت رکھتے تھے کہ پاس بیٹھا کوشش کے باوجود ایک لفظ نہ سُن پاتا۔ میں تمام گفتگو صیغہ مونث میں کرتی جیسے مخاطب کوئی لڑکی ہو اور

ذرا نہ اٹکتی۔ یہ کام مزید آسان اس وقت ہوا جب پاپا نے مجھے ایک قیمتی کیمرے والا موبائل لا کر دیا۔ جس سے کسی کے سامنے بات کرنے میں جو جھجک تھی وہ بھی دور ہو گئی۔ اب کبیل اوڑھے ساری رات کھل کھلا کے بڑی لمبی گفتگو ہوتی۔ وہ روزانہ میرے نمبر پر 500 روپے کا ایزی لوڈ کروا دیتا..... نہ جانے اتنا خرچہ کیسے برداشت کرتا تھا۔ پھر فری ٹاک ٹائم نے تو ساری مشکلیں آسان کر دیں۔ پانچ چھ گھنٹے کی گفتگو تو عام معمول تھا تقریباً ایک گھنٹہ تو اجازت چاہنے میں لگ جاتا۔

رات بھر جاگنے اور مسلسل باتیں کرنے سے اس کے چہرے پر کشش اور سُرخ کی جگہ پیلاہٹ نمایاں تھی جبکہ میرے سر میں بھی مسلسل درد رہنے لگا..... اور آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے گہرے ہوتے گئے..... میں اکثر کھوئی کھوئی رہتی..... کوشش کے باوجود نیند نہ آتی..... ایک رات ابھی نیند کی گولی کھائی تھی کہ دوبارہ کھنٹی بجی..... میں نے کروٹ بدلی..... نیکے کے نیچے سے موبائل نکال کر آن کیا..... میری آواز سُنے ہی اس نے کہا..... ”ہنی! آج..... آج میں تم سے وہ بات کہنا چاہتا ہوں جو اکثر میں کہتے کہتے رُک جاتا تھا“..... آج اس کی گفتگو میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جو مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھی..... اور یہ وہ وقت تھا کہ..... وہ میرے دل اور دماغ پر پوری طرح حاوی ہو رہا تھا..... وقت طے ہو گیا..... اور میں نے گھر سے نکلنے کی حامی بھر لی“

”ہنی! بس کرو (اس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے) اللہ کے واسطے..... اس سے آگے ایک لفظ نہ کہنا..... تمہاری باتیں سُن کر میری تو ٹانگیں کانپ رہی ہیں..... شاید میں اسی وقت تمہیں یہاں سے چلے جانے پر مجبور کرتی..... مگر میں تمہارے ذریعے ان بے شمار معصوم اور سادہ لوح بہنوں سے مخاطب ہونا چاہتی ہوں..... جو بڑی آسانی سے ایسے بھوکے بھیڑیوں کے جال میں پھنس جاتی ہیں۔

بہن! سب سے پہلے میں اپنی گفتگو کا آغاز اللہ رب العزت کے اس حکم سے کرتی ہوں..... جس کی خلاف ورزی سے یہ تمام بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ نے جس قدر اس کا اہتمام فرمایا..... قرآن نے جتنا مفصل لکھا..... اور

نبی ﷺ نے اپنے قول و عمل سے اس کی جتنی تاکید فرمائی..... آج اتنا ہی مسلمان اس سے غفلت برت رہے ہیں..... بلکہ الٹا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اچھے بھلے پڑھے لکھے اور نیک حضرات بھی اس کو گناہ نہیں سمجھتے اور نہ ہی اس پر عمل کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ بہن! سورۃ نور کی آیت نمبر ۲۷ میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرماتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى
تَسْتَأْذِنُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ط ذَلِكَمُ خَيْرٌ لَّكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ تم اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے شاید کہ تم سبق حاصل کرو۔

اب ہم ایمان والوں نے قرآن کی اس آیت کو ایسا نظر انداز کیا..... گویا کہ ہمارے نزدیک یہ قرآن کا حکم ہی نہیں..... بلکہ ہم لوگ قرآن کی اس آیت کا انکار کر رہے ہیں..... کیا ایمان والوں کی یہی شان ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی دھجیاں اڑاتے ہوئے..... ہر آنے والے کو کہیں ”بھائی چھوڑو اجازت کو..... تمہیں دروازہ کھٹکھٹانے کی کیا ضرورت..... تمہارا تو اپنا گھر ہے..... تم کونسا بیگانے ہو..... سیدھا اندر آ جایا کرو“۔ الٹا قرآن کی اس آیت پر عمل کرنے والوں کو دقیا نویسی..... ان پڑھ..... جاہل..... پینڈو..... اور پتا نہیں کیا کیا نام دیتے ہیں..... حالانکہ ہم ان کا نہیں بلکہ اللہ کے پاک کلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔

بہن! ”ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا! کیا میں اپنی والدہ کے پاس جاتے وقت بھی اجازت لیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اجازت لیا کرو۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں تو اپنی والدہ کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر بھی اجازت لئے بغیر نہ جاؤ۔ اس نے پھر عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ میں تو ہر وقت ان کی خدمت میں رہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، پھر بھی

اجازت لیے بغیر گھر میں نہ جاؤ۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنی والدہ کو برہنہ دیکھو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی لیے اجازت لینا چاہیے ہو سکتا ہے کہ وہ گھر میں کسی ضرورت سے ستر کھولے ہوئے ہو۔

بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”عبداللہ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہونے لگتے تو دروازہ میں کھنکار کر پہلے اپنے آنے سے باخبر کرتے اور اچانک گھر داخل ہونا پسند نہ کرتے۔“ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جس گھر میں اکیلی بیوی ہو وہاں بھی اطلاع کیے بغیر داخل نہ ہوا جائے، ہو سکتا ہے پڑوس سے کوئی عورت تمہارے گھر آئی ہو۔

بہن! جو دین یہ برداشت نہیں کرتا کہ سگی ماں کے پاس بلا اجازت جایا جائے، کیا وہ کسی ٹوڑا اٹھانے والے، سبزی والے، دودھ والے، بجلی، پانی اور گیس کے متعلقہ کاریگر، ڈرائیور یا کسی دوست کو اجازت دے گا کہ وہ بلا اجازت ہمارے گھروں میں داخل ہو کر اچانک ہماری ماں، بہن اور بیٹی کو اس حالت میں دیکھیں جسے وہ پسند نہیں کرتیں، بلکہ ہمارا دین تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص بلا اجازت کسی کے خط پر نگاہ ڈالے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ”جس نے اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اس کے خط میں نظر دوڑائی وہ گویا آگ میں جھانکتا ہے۔“ (ابوداؤد)

اچھی بہن! اسلام نے صرف کسی کے گھر بلا اجازت داخل ہونے پر پابندی نہیں لگائی بلکہ بلا اجازت کسی کے گھر جھانکنا بھی ممنوع قرار دے دیا۔

”حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے گھر میں باہر سے جھانکا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت ایک تیرہ ہاتھ میں لئے ہوئے تھے، آپ ﷺ اس کی طرف اس طرح بڑھے جیسے اس کے پیٹ میں گھونپ دیں گے۔“ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں مرشد اعظم جناب محمد ﷺ نے فرمایا ”جو دوسروں کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے ان کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کی آنکھ نکال دیں۔“ (مسلم)

پیاری بہن! میں مانتی ہوں کہ حدیث کے الفاظ سخت ہیں مگر فکر کی کوئی بات نہیں..... ان شاء اللہ آج کسی کی آنکھ نکالنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ اس لیے کہ جس کو جھانکنے پر آنکھ نکالی جاسکتی تھی، وہ ”بی بی رانی“ سارا دن خود ہی باہر جھانک رہی ہوتی ہے..... اکثر گھر میں تشریف فرما نہیں ہوتیں..... اور باہر ہی ملاقات کا شرف بخش دیتی ہیں۔

بہن! اکثر بہن بھائی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے پیر صاحب ہیں، بہت پختہ ہوئے بزرگ ہیں، یہ قاری صاحب ہیں یا یہ ہماری مسجد کے امام ہیں، انہیں اجازت لینے کی کیا ضرورت یا وہ خود بھی اجازت لینا گوارہ نہیں کرتے اور اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ بہن! کاش وہ اس واقعہ کی طرف تھوڑی سی توجہ فرمالیں، ”ایک مرتبہ سردارِ دو عالم ﷺ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور دروازے کے باہر کھڑے ہو کر اجازت طلب کی اور کہا! السلام علیکم۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اندر سے سلام کا جواب دیا مگر آہستہ کہ حضور ﷺ نہ سنیں۔ آپ ﷺ نے دوبارہ سلام کیا، انہوں نے پھر آہستہ جواب دیا۔ آپ ﷺ نے تیسری بار سلام کیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ سنتے رہے اور آہستہ جواب دیتے رہے، تین مرتبہ ایسا کرنے کے بعد آپ ﷺ واپس لوٹ گئے۔ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آواز نہیں آ رہی تو گھر سے نکل کر پیچھے دوڑے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ہر مرتبہ آپ کی آواز سنی اور جواب بھی دیا مگر آہستہ دیا تا کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے میرے لیے زیادہ سے زیادہ دُعا یہ کلمات نکلیں“۔ (مسند احمد)

بہن! میں یہ کسی مسجد کے امام کی نہیں بلکہ تمام نبیوں کے امام ﷺ کی بات سنارہی ہوں۔ کاش! کوئی امتی اس بات پر غور کرے کہ دو جہانوں کے سردار تو اپنے امتی کے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت طلب کریں۔ اور پیر صاحب یا قاری صاحب بلا اجازت اندر جا گھسیں۔ کیا ہمارے پیر صاحب، قاری صاحب یا حاجی صاحب کا رُتبہ (معاذ اللہ) نبی ﷺ سے زیادہ ہے.....؟ کیا ان کے دل حضور ﷺ سے زیادہ صاف ہیں..... کیا ان کی آنکھیں حضور ﷺ سے

زیادہ حیا دار ہیں.....

بہن! میرے اللہ نے قرآن پاک میں عشرہ مبشرہ یعنی ان دس پاک ہستیوں کو جنہیں میرے نبی ﷺ نے دنیا میں جنت کی بشارت سنائی اور جن سے راضی ہونے کا خود اللہ تعالیٰ نے پروانہ جاری کر دیا اور جن کی نیت کے بارے میں کسی مسلمان کو ذرہ برابر شک نہیں ہو سکتا، انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۵۳ میں خبردار کر دیا کہ ”اگر تمہیں بھی نبی ﷺ کے گھر سے کوئی چیز مانگی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو اور یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے پاکیزہ تر ہے۔“ بہن! کیا ہم ان جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے (معاذ اللہ) زیادہ تقویٰ والے ہیں.....؟ اور کیا ہماری عورتوں کی نظریں (معاذ اللہ) حضرت عائشہؓ سے زیادہ پاک ہیں.....

بہن! اب میں اس بات کی طرف آتی ہوں کہ جب تم نے اپنی ماما سے ٹیوشن کی بات کی تو انہوں نے کہا کہ لڑکا بڑا نیک اور نمازی ہے۔ بہن! یہ بات ذرا غور سے سننا اور کاش! میری یہ بات ایک ایک مسلمان تک پہنچ سکے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ جو کہ اپنے دور کے بہت بڑے ولی اللہ تھے ان سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی مرد کسی لڑکی کو پڑھا سکتا ہے..... آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر پڑھانے والا بایزید بسطامی رحمہ اللہ ہو اور پڑھنے والی رابعہ بصری رحمہ اللہ ہو۔ جس جگہ پڑھایا جا رہا ہے وہ بیت اللہ ہو اور جو کچھ پڑھایا جا رہا ہے وہ کلام اللہ ہو۔ شریعت محمدی ﷺ اسکی بھی اجازت نہیں دیتی۔

بہن! اب تو نہ کوئی مرد بایزید بسطامی رحمہ اللہ پائے گا ولی ہے اور نہ ہی کوئی بہن رابعہ بصری رحمہ اللہ جیسی پاکباز ہے، الا ماشاء اللہ..... پھر کیوں ہم اپنے ایمان کو برباد کرنے پر تئلے ہوئے ہیں؟

اگر اس بات کو پڑھ کر بھی کوئی نصیحت قبول نہ کرے تو میں اسے امام الاولیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی بات سناتی ہوں شاید کوئی نصیحت پکڑے۔ ”ایک دن ایک صحابیہ امّ حمید ساعدیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا جی چاہتا ہے کہ

آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہے“ (طبرانی) بہن! غور کرو کس قدر نیک جذبے اور شوق کے ساتھ اپنے نبی مکرم ﷺ کے حضور درخواست پیش کی ہوگی اور ذرا یہ بھی تصور کرو کہ کیا اس سے بڑھ کر کسی مسلمان مرد یا عورت کی خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ مسجد نبوی ہو اور امام خود الانبیاء محمد ﷺ ہوں۔ اللہ کی قسم! اس سے بڑھ کر کسی مسلمان کے لیے خوش نصیبی کیا ہوگی۔ مگر پتہ کیا جواب ملا۔ حسن انسانیت جناب محمد ﷺ نے جواب دیا بی بی! تیری سب سے افضل نماز وہ ہے جو تو اپنے گھر کے ایک گوشے (انتہائی خلوت) میں پڑھے۔“

بہن! اب کیا کسی ٹیوٹر کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی نوجوان لڑکی کو کوئی گھنٹے ایک بند کمرے میں لے کر بیٹھا رہے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرتا رہے یا کوئی داڑھی والا کسی جوان عورت کی کمر پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں بند کر کے مزے سے بیٹھا ہونٹ ہلاتا رہے اور آدھے گھنٹے بعد اس کا گریبان اپنی طرف کھینچ کر اس میں پھونک مار دے..... بلکہ ایک پیر صاحب اپنے پاس بیٹھی ایک خاتون کو پردے میں دیکھ کر جلال میں آگئے..... ”کمبخت! پردہ اور میرے سامنے..... نادان لڑکی..... اگر تمہیں دیکھوں گا نہیں تو قیامت کے روز تمہیں پہچانوں گا کیسے.....؟ اور تمہاری سفارش کیسے کروں گا“.....؟

بہن! کاش مسلمان اس واقعہ کو ہی غور سے پڑھ لیں تو شاید کسی کا ضمیر جاگ اُٹھے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کے حالات سے باخبر رہنے کے لیے راتوں کو اٹھ کر گلیوں میں چکر لگایا کرتے تھے۔ ایک رات دورانِ گشت اچانک کسی گھر سے ایک عورت کے گانے کی آواز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کانوں میں پڑی۔ انہوں نے غور سے سنا تو وہ عورت شعروں میں کسی لڑکے کے بالوں کی تعریف کر رہی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبح اس لڑکے کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور اسے بلا بھیجا اور کہا تمہارے یہ بال چونکہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کے لیے فتنے کا باعث بن رہے ہیں اس لیے اب یہ بال تمہارے سر پر نہیں رہنے چاہئیں اور حکم دیا کہ اس لڑکے کی ٹنڈ کر دی جائے۔ کچھ عرصے بعد پتہ چلا کہ

ابھی اس لڑکے کے نازخڑے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے شہر بدر کر دیا۔ بہن! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو بے حیائی پھیلنے کے ڈر سے اسے شہر بدر کر دیا اور ہم عقل کے ایسے اندھے ہیں کہ ایسے لڑکوں کو اتنی بھاری رقم دے کر اپنے گھر بلاتے ہیں اور پھر اپنی معصوم سی بچیوں کو ان کے ساتھ کمرے میں بھیج کر دروازہ بند کر دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے کسی بھوکے بھیڑیے اور مسکین سی بھیڑ کو ایک ساتھ بند کر دیا جائے۔ بہن! سوچو تو سہی..... اگر آج حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائیں تو کس کس کو شہر بدر کریں گے..... اللہ کی قسم! ہماری حالت دیکھ کر مجھے یقین ہے کہ وہ خود ہی شہر چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

بہن! یہ بات نہیں کہ ہم لوگ اس قباحت کے دنیوی اور اخروی انجام سے واقف نہیں۔ ہاں! کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لی جائیں تو علیحدہ بات ہے۔ آج کل گلی گلی بلکہ پورے ملک میں ایسے ایسے گھناؤنے واقعات سامنے آرہے ہیں کہ روکنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان میں سے بھی تو بے فیصد وہ ہیں جو منظر عام پر نہیں آتے۔ ابھی پچھلے دنوں تمام اخبارات میں چھپنے والے ایک سکیئنڈل سے کون واقف نہ ہوگا..... اس لڑکی اور لڑکے نے کیا کچھ نہیں کیا..... بوڑھے والدین کو دنیا بھر میں ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیا۔ اکثر حضرات نے اس واقعہ کی آڑ میں اپنے دل کی بھڑاس اس طرح نکالی کہ داڑھی والوں اور دیندار لوگوں پر خوب لعن طعن کی بلکہ ایک مخصوص گروہ نے ہمارے مذہب کو بہت زیادہ بدنام کرنے کی کوشش کی۔ بہن! اس سارے معاملے کا آغاز بھی ٹیوشن سے ہوا اور پھر بہت دور نکل گیا۔

ایک پروفیسر صاحب کے پاس بی۔ اے کی ایک طالبہ ٹیوشن پڑھنے آتی رہی جو ان کی اپنی بیٹی کی کلاس فیلو تھی۔ پروفیسر صاحب اندر رکھاتے نہ جانے کیا چکر چلاتے رہے اور بالآخر اس طالبہ سے شادی رچا لی۔ جگہ جگہ اس بات کے تذکرے شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے طعنوں سے تنگ آ کر پروفیسر صاحب کی بیٹی نے خودکشی کر لی۔

ایک گھر میں ایک سادہ سا نمازی لڑکا ایک لڑکی کو پڑھانے آتا رہا۔ ماں

باپ کی لا پرواہی سے ان کا تعلق بڑھتا گیا اور ایک دن اچانک دونوں گھر سے غائب ہو گئے۔ لڑکی کے بھائیوں کو پتہ چلا تو انہوں نے طیش میں آ کر لڑکے کے گھر کو آگ لگا دی، محلے داروں کی مداخلت سے گھر والوں نے بمشکل اپنی جان بچائی۔ انہوں نے لڑکے کی بہنوں کے ساتھ بہت زیادتی کی، بعد میں لڑکی اور لڑکے کا حشر تو سب نے دیکھا مگر دونوں کے والدین کی اتنی رسوائی ہوئی کہ ان کا گھر سے نکلنا محال ہو گیا۔

بہن! اس قباحت میں جو بات سب سے زیادہ مہلک اور خطرناک ہے وہ اکثر والدین کے یہ نظریات ہیں کہ..... ”ہماری اولاد تو ایسی ہو ہی نہیں سکتی“..... ”ہمیں ان کی نگرانی کی کیا ضرورت“..... ”یہ تو بڑے بھولے بے ضرر، معصوم اور فرشتہ سیرت بچے ہیں“..... ”آخر ہمارا خون ہے، یہ غلط راہوں پر کیسے چل سکتے ہیں“..... ”انہیں تو زمانے کی ہوا تک نہیں لگی“..... ”یہ میری بیٹی یا بیٹا تو اللہ میاں کی گائے ہے“.....

مگر جب اچانک وہی گائے زوردار ٹکرا مارتی ہے تو پھر ان کی آنکھیں کھلتی ہیں اور عمر بھر ہاتھ ملتے رہ جاتے ہیں اور پھر یہی معصوم لڑکے جب کسی جگہ اکٹھے ہوں تو ان کی گفتگو کا محور صرف اور صرف یہی ہوتا ہے کہ کون کیسی ہے اور کس طرح ہے..... یعنی ہر لڑکی کا نام لے کر اس کی ایک ایک ادا کے بارے میں بڑی فحش اور گھٹیا گفتگو کرتے ہیں۔ بلکہ ایک لڑکا بڑے تجسس سے دوسرے کی باتیں سن رہا تھا اور بڑی لپچائی ہوئی نظروں سے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگا ”کاش! تم میرے لیے فلاں گھر میں ٹیوشن کا بندوبست کر دو۔ میں اپنی جیب سے ایک ہزار روپیہ ماہانہ ادا کروں گا۔“

بہن! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ایسے مرد کبھی بھی شادی کے خواہشمند نہیں ہوتے بلکہ ان کی نظر میں عورت کی حیثیت ایک کھلونے جیسی ہوتی ہے اور پھر اس طرح کے تعلق کے بعد اگر شادی ہو بھی جائے تو ساری عمر بے یقینی اور شکوک و شبہات میں گزر جاتی ہے۔ اس مرد کو ہر وقت ایک ہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ جو لڑکی میرے ایک اشارے پر اپنا گھر چھوڑ سکتی ہے..... اپنے گھر والوں سے خیانت کر سکتی ہے..... وہ کسی وقت مجھے بھی دھوکہ دے سکتی ہے..... پھر ساری عمر خاوند کی نظر میں

اس عورت کا اعتبار نہیں بنتا..... حتیٰ کہ اگر بیوی کے باپ کا فون بھی آئے تو خاوند سارا دن یہی سوچتا رہتا ہے کہ نہ جانے کس سے فون پر بات کر رہی تھی..... اور اکثر نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔

میری بہن! میں معذرت خواہ ہوں کہ تمہارا بہت سا قیمتی وقت لیا اور چائے بھی اسی طرح پڑی رہی..... اگر ٹھنڈی ہو گئی ہو تو ابھی گرم کروائے دیتی ہوں..... اللہ کی بندی! تم نے چیخ ہلائے بغیر ہی گھونٹ بھر لیا..... چینی تو ساری نیچے بیٹھی رہی..... (چیخ ہلانے کے بعد) دیکھا ناں..... اب مٹھاس سارے کپ میں پھیل گئی..... بہن! یہی مثال ایک عام مسلمان کی ہے کہ ایمان سب کے اندر موجود ہے..... بس ذرا ہلانے کی دیر ہے..... اللہ کے فضل سے ایمان کی مٹھاس اسی وقت سارے جسم میں پھیل جائے گی..... جب یہ مٹھاس آنکھوں میں آئے گی تو ان میں حیا پیدا ہوگی..... پھر ہر لڑکی اپنی بہن یا بیٹی نظر آئے گی..... جب یہ مٹھاس کانوں میں پہنچے گی..... تو ہر قسم کی لغویات کے لیے پردہ ہوگی..... جب ہاتھوں میں آئے گی تو ان سے کسی پر ظلم نہیں ہوگا..... بلکہ یہ ہاتھ جب بھی اٹھیں گے ظالم کے خلاف ہی اٹھیں گے..... جب پاؤں میں آئے گی..... تو ایک قدم بھی کسی ناجائز اور حرام کام کی طرف نہیں اٹھے گا..... میرا ایمان ہے کہ مسلمان کا ضمیر مردہ نہیں ہوتا..... ہاں سویا ہوا ضرور ہے..... جو اللہ نے چاہا تو میری اس تحریر سے ضرور بہ ضرور بیدار گا..... ان شاء اللہ.....

”مریم بہن! اللہ کی قسم تمہاری باتیں سن کر بہت پچھتا رہی ہوں، کاش..... اس حماقت سے پہلے چند دن تمہاری صحبت میں گزارے ہوتے..... یقیناً آج یہ نوبت نہ آتی اور سچ پوچھو تو اس وقت مجھ پر شیطان کا کچھ ایسا غلبہ تھا کہ میں جان بوجھ کر تمہارے پاس نہ پہنچتی کہ نماز اور پردے کے متعلق ہی باتیں سننا پڑیں گی۔ بہن! اب میرا کیا بنے گا.....؟ (دوپٹے سے آنسو پونچھتے ہوئے) کیا میرا اللہ مجھے معاف کر دے گا.....؟“

”ہاں بہن ہاں! اللہ تمہیں ضرور معاف کرے گا..... صرف ایک دفعہ سچی

توبہ کر لو اور پختہ ارادہ کر لو کہ آئندہ کسی گناہ کے قریب نہیں پھٹو گی..... اگر میری بات پر یقین نہ آئے تو گھر جا کر سورۃ الزُّمَر کی آیت نمبر ۵۳ پڑھ لینا، جس کے متعلق نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ ”ساری دنیا اور اس کی ہر چیز ملنے سے مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس آیت کے نازل ہونے سے ہوئی“۔ (مسند احمد)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ
اے نبی ﷺ! آپ فرما دیں کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بے شک اللہ تمہارے سارے گناہ معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

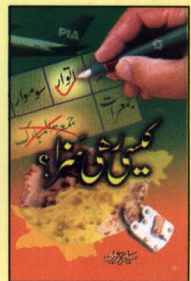
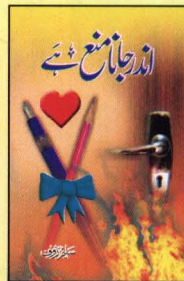
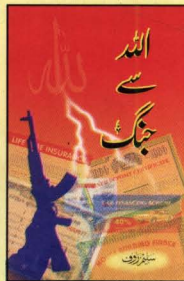
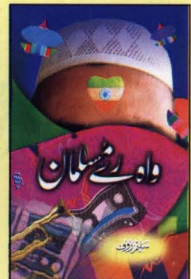
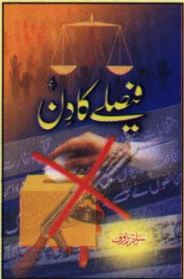
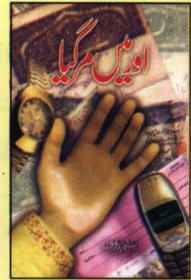
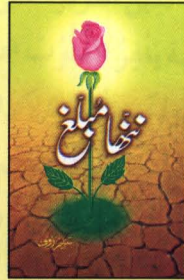
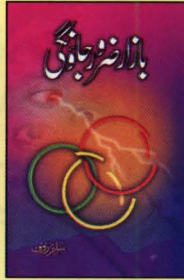
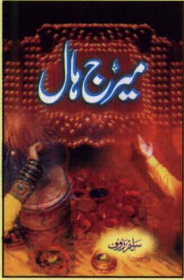
”مریم بہن! اللہ تمہیں خوش رکھے..... اللہ تمہارے علم میں برکت دے
..... اور یہ پیغام پوری دنیا میں پھیلا دے..... تاکہ لوگ قرآن و سنت کے مطابق اپنے بچوں کی بہتر نگرانی اور تربیت کر سکیں“ (آمین)

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

400 روپے فی سیکڑہ اس دینی اور اصلاحی لٹریچر کو گھر گھر پہنچانے کے لیے آج ہی مئی آڈر یا ڈرافٹ بھیج کر منگوائیں۔

Ph: (055)3733186 (پاکستان) اسلامیک سنٹر (دست بخاری روڈ گوجرانوالہ)
Fax: (055)3733187. e-mail: suffah.islamic@hotmail.com

الحمد لله
دنیا بھر میں یکساں مقبول
اشاعت : 50 لاکھ



خود پڑھیں، بچوں کو پڑھائیں
اور دوسروں کو پیار سے ترغیب دیں

دعوتِ اصلاح
پوسٹ بکس نمبر 7 گوجرانوالہ

